سوال

(109) کیا مقتدی سے لقمہ لینا مفسد نماز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مصلی کا غیر مصلی سے لقمہ لینا مفسدِ نماز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مصلی کا غیر مصلی سے لقمہ لینا مفسدِ نماز نہیں ہے، اس لیے کہ اس کے مفسدِ نماز ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور جو کہے کہ مفسدِ نماز ہے تو اس کا ثبوت اس کے ذمے ہے۔ جو لوگ اس کو مفسدِ نماز کہتے ہیں، وہ اس کا ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ مصلی کے غیر مصلی سے لقمہ لینا، دوسرے سے قرآن سیکھ کر پڑھنا ہے اور دوسرے سے قرآن سیکھ کر پڑھنا کلام الناس میں داخل ہے اور کلام الناس مفسدِ نماز ہے تو مصلی کا غیر مصلی سے لقمہ لینا بھی مفسدِ نماز ہوگا، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ دلیل صحیح مان لی جائے تو امام کا اپنے مقتدی سے بھی لقمہ لینا مفسدِ نماز ہوگا، کیونکہ یہ بھی دوسرے سے قرآن سیکھ کر پڑھنا ہے، حالانکہ حسبِ قول صحیح امام کا اپنے مقتدی سے لقمہ لینا مفسدِ نماز نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امام کا اپنے مقتدی سے لقمہ لینا اگرچہ دوسرے سے قرآن سیکھ کر پڑھنا ہے اور مقتضائے دلیل تو یہی تھا کہ یہ بھی کلام الناس اور مفسدِ نماز ہوتا، لیکن چونکہ مقتدی اپنی نماز کی اصلاح کی طرف مضطر ہے، لہٰذا اس کا یہ فعل یعنی اپنے امام کو لقمہ دینا مفسدِ نماز نہیں ہوا۔ ہدایہ (۱/۵۶ چھاپہ علوی) میں ہے:

’’وإن فتح علیٰ إمامه لم یکن کلاما [فاسدا] استحسانا، لأنه مضطر إلی إصلاح صلاته، فکان هذا من أعمال صلاته معنی‘‘ اھ۔

[اگر وہ اپنے امام کو لقمہ دے تو استحساناً یہ کلام فاسد نہ ہوگا، کیونکہ وہ اپنی نماز کی اصلاح کرنے میں لاچار و مجبور ہے، تو یہ معنوی طور پر اس کی نماز کے اعمال میں سے شمار ہوگا]

تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ گو مقتدی کا یہ فعل بوجہ مذکور اعمالِ نماز سے معدود ہوا، کلام الناس اور مفسدِ نماز نہ ہوا، لیکن یہاں مقتدی کے فعل میں کلام نہیں ہے، جو لقمہ دینے والا ہے، بلکہ امام کے فعل میں کلام ہے، جو لقمہ لینے والا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امام لقمہ لینے والے نے، دوسرے سے یعنی اپنے مقتدی سے قرآن سیکھ کر پڑھا، پس اگر دوسرے سے قرآن سیکھ کر پڑھنا کلام الناس میں داخل اور مفسدِ نماز ہے تو امام کا مقتدی سے بھی لقمہ لینا کلام الناس میں داخل اور مفسدِ نماز ہوگا۔ وإذ لیس فلیس۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح مقتدی اپنی نماز کی اصلاح کی طرف مضطر ہے، اسی طرح امام، بلکہ منفرد بھی، پس جس طرح مقتدی کا فعلِ مذکور کلام الناس اور مفسدِ نماز نہیں ہوا، اسی طرح امام اور منفرد کا فعل بھی کلام الناس نہیں ہوا اور وہ اعمالِ نماز سے معدود ہونا چاہیے اور مفسد نماز نہیں ہونا چاہیے، ورنہ وجہ فرق بیان کرنا چاہیے۔

دوسرا ثبوت یہ دیتے ہیں کہ غیر مصلی کا مصلی کو لقمہ دینا اور مصلی کا غیر مصلی سے لقمہ لے لینا، یہ تعلیم و تعلم ہے اور تعلیم و تعلم دونوں میں سے ہر ایک مفسدِ نماز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے ،اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ آپ تشریف نہیں لائے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے بحکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے کھڑا کر دیا۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز شروع کر چکے تو آپ تشریف لائے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے ان کو اشارہ فرمایا: ((أن امکث مکانک))[1] یعنی اپنی جگہ پر رہو، پیچھے نہ ہٹو۔ (دیکھو: صحیح بخاری مع فتح الباری ،چھاپہ دہلی: ۳۷۸/۱) یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس وقت فرمایا تھا کہ ابھی آپ نماز میں شامل نہیں ہوئے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز شروع کر چکے تھے۔

اس حدیث سے مصلی کا غیر مصلی سے تعلیم پانا ثابت ہوا۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا نہ کرتے۔ اور سنیے! ہدایہ میں ہے کہ، امام جو مسافر ہو، جب سلام پھیرے تو اس کو مستحب ہے کہ مقتدیوں سے یوں کہے کہ: ’’أتموا صلاتکم فإنا قوم سفر‘‘[2] یعنی تم لوگ اپنی نماز کو پوری کر لیتے جاؤ، اس لیے کہ ہم مسافر ہیں۔ یوں کہنا اس واسطے مستحب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکے کے لوگوں کو نماز پڑھائی تھی اور آپ مسافر تھے تو ان کو آپ نے فرمایا تھا۔[3] امام زیلعی ’’نصب الرایۃ تخریج أحادیث ہدایۃ‘‘ (ص: ۳۰۹) میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:

’’أخرجه أبو داود والترمذي، وقال الترمذي: حديث حسن صحيح، ورواہ الطبراني في معجمه، وابن أبي شيبة في مصنفه، وإسحاق بن راهويه وأبو داود الطيالسي والبزار في مسانيدهم، ولفظ الطيالسي: قال: ما سافرت مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سفرا قط إلا صلیٰ رکعتین۔۔۔ إلی قوله: ثم حججت مع أبي بكر، واعتمرت فصلیٰ رکعتین، ثم قال: أتموا صلاتكم فإنا قوم سفر‘‘ اھ۔

[اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسے طبرانی نے اپنی معجم میں اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بھی روایت کیا ہے۔ نیز اسحاق بن راہویہ، ابو داود طیالسی اور بزار نے اپنی اپنی مسند میں اسے بیان کیا ہے۔ ابو داؤد طیالسی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ راوی نے کہا: میں نے جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی رکعتیں پڑھائیں۔۔۔ پھر میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج اور عمرہ کیا تو انھوں نے دو رکعتیں پڑھانے کے بعد کہا کہ تم اپنی نماز مکمل کر لو، بلاشبہ ہم تو مسافر ہیں]

اس حدیث کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

’’أثر عمر، رواہ مالك في الموطأ، عن الزهري عن سالم بن عبد الله عن أبيه أن عمر بن الخطاب كان إذا قدم مكة صلیٰ بهم ركعتين ثم يقول: يا أهل مكة أتموا صلاتكم فإنا قوم سفر‘‘

[عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں زہری سے، انھوں نے سالم بن عبد اللہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جب مکے میں تشریف لاتے تو ان کو دو رکعت نماز پڑھا کر فرماتے: اے مکہ والو! تم اپنی نماز مکمل کر لو، ہم تو مسافر لوگ ہیں]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٦٥٢) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٤٢١)

[2] الھدایۃ (١/ ٨١)

[3] سنن أبي داود، رقم الحدیث (١٢٢٩) اس کی سند میں ’’علی بن زید بن جدعان‘‘ ضعیف ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ :239

محدث فتویٰ